کھلا خط
اور اپنے پیر بھائیوں کے نام
۳۷
سوالات پر مشتمل ایک ہدیہ
قرآن و سنت کی روشنی میں
منجانب : ریاض احمد
حدیث پبلیکیشنز
۲ شیش محل روڈ لاہور

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❁❁❁ تنبیہ ❁❁❁

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ نقشبندیہ محمدیہ کے پیر

جناب محترم محمد شریف خلیق صاحب

اور اپنے پیر بھائیوں کے نام 37 سوالات پر مشتمل

ایک مرید کا

منجانب:

ریاض احمد معرفت محمد امین

نیشنل بنک، چوک بیگم کوٹ، لاہور

نام کتاب کھلا خط

نام مؤلف ریاض احمد

کمپوزنگ ہارون الرشید کیلانی

اہتمام خالد محمود کیلانی

ناشر حدیث پبلی کیشنز

قیمت 15 روپے

ملنے کا پتہ

مینجر حدیث پبلیکیشنز

2- شیش محل روڈ، لاہور فون : 7232808

پیش لفظ

تقریباً تین سال قبل جامعہ سعود الریاض سعودی عرب میں میری ملاقات جناب محمد اقبال کیلانی صاحب سے ہوئی، جو نہایت دیندار، با اخلاق اور سنجیدہ شخصیت کے مالک تھے اسلام سے محبت ہمارے درمیان قدر مشترک تھی جو بہت جلد ہم دونوں کو ایک دوسرے کے قریب لے آئی۔ پہلے مختصر پھر طویل ملاقاتیں ہونے لگیں۔ ہماری ان نشستوں میں زیر بحث موضوع ہمیشہ دینی مسائل ہی ہوتے۔ بعض اوقات ایک مسئلہ پر غور و فکر کرنے کے لئے کئی کئی گھنٹے گزر جاتے۔ دوران گفتگو میں نے اکثر یہ محسوس کیا کہ کیلانی صاحب ہر مسئلے کا جواب قرآن یا حدیث کے حوالے سے دیتے اور اس کے بعد مجھے خود بھی مسائل پر غور و فکر کرنے کی دعوت دیتے۔ ان کے اس طرز فکر نے میرے دل و دماغ میں گھر کر لیا اور یوں ہم قریب سے قریب تر ہوتے چلے گئے جب میں نے کیلانی صاحب سے اپنے چند عقائد جن کی جھلک آئندہ آنے والے سوالات میں آپ کو نظر آئے گی، کا تذکرہ کر کے قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت چاہی تو انہوں نے مجھے صاف صاف کہہ دیا کہ یہ عقائد اور خیالات قرآن و حدیث کے سراسر برعکس ہیں۔ میں نے اس انکشاف پر بڑی حیرت کا اظہار کیا کہ آیا واقعی یہ عقائد اور خیالات قرآن و حدیث کے سراسر برعکس ہیں اور میں پندرہ سال کا طویل عرصہ قرآن و حدیث کی مخالفت کرتا چلا آیا ہوں؟

چنانچہ میں نے تمام زیر بحث مسائل کے متعلق قرآن پاک کی آیات مبارکہ کی تفسیر مختلف تفاسیر سے خود پڑھی احادیث کی کتب سے احادیث کا مطالعہ بھی کیا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ میری گزشتہ زندگی کے عقائد اور اعمال واقعی قرآن و حدیث کے برعکس ہیں۔ آج میں

پہلا خط

سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل وکرم سے شرک وبدعت کی تاریکیوں اور ظلمتوں سے نکال کر اور قرآن وسنت کی ہدایت سے فیضیاب فرما کر مجھ جیسے خاکسار پر احسان عظیم کیا ہے اب مجھے یہ احساس بڑی شدت سے ہونے لگا ہے کہ مجھ جیسے کتنے ایم ایس سی، ڈاکٹر، انجینئر، سائنسدان اور اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات ایسے ہوں گے جو کہ دنیاوی علم حاصل کرنے میں تو اس قدر تحقیق کرتے ہیں کہ بال کی کھال اتارنا ضروری سمجھتے ہیں مگر اپنے مذہب اور عقیدہ کے بارے میں اس قدر بے خبر اور لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں کہ ایک جاہل سے جاہل انسان بھی انہیں قرآن وحدیث کا نام لے کر جو کچھ سنا دے، جوں کا توں پلے باندھ کر بڑی خوشی سے اسے اپنے خزانہ علم کا حصہ سمجھتے ہوئے لوگوں کو بے دھڑک سناتے پھرتے اور انہیں گمراہ کرتے پھرتے ہیں اور کسی صاحب علم سے اس کی تحقیق تک کرنا بھی گوارا نہیں کرتے کہ ہماری یہ فکر وسوچ کہاں تک درست ہے؟ کیا ہمیں اپنی ہمیشہ رہنے والی زندگی (آخرت) سے اتنا ہی غافل رہنا چاہئے جتنا کہ ہم ہیں اور دنیا کی اس سراسر عارضی زندگی کے بارہ میں اتنا ہی اہتمام کرنا چاہئے جتنا کہ ہم کر رہے ہیں؟

اسی دوران مجھے محمد اقبال کیلانی صاحب کی مرتب کردہ نماز کی کتاب ''کتاب الصلاۃ'' پڑھنے کو ملی جس سے مجھے اتباع سنت کی فکر سمجھنے میں بہت مدد ملی اور اس بات کا الحمدللہ مکمل اطمینان ہو گیا کہ زندگی کے تمام معاملات میں رسول اکرم ﷺ کی مکمل پیروی ہی دراصل دین حق ہے اور صرف یہی وہ انقلابی فکر ہے جس کی طرف تمام مسلمانوں کو دعوت دی جانی چاہئے۔ چنانچہ میں نے قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک سوالنامہ مرتب کر کے اپنے تمام پیر بھائیوں جناب پیر صاحب اور ان کے خلفاء کی خدمت میں ارسال کیا تا کہ ان کی توجہ دین حق کی طرف دلا سکوں اور ساتھ ہی رسول پاک ﷺ کے ارشاد مبارک ''بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَ لَوْ آیَةً'' (1) (یعنی خواہ تمہیں ایک ہی آیت کا علم ہو اسے دوسروں تک پہنچاؤ) پر عمل کرنے کا فرض بھی

1- صحیح بخاری، کتاب الاحادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل

ادا کر دوں۔ ہوسکتا ہے کہ میری طرح کچھ اور حضرات بھی حق کی اس دعوت پر لبیک کہیں اور شرک و بدعات ، ماحول کے رسم و رواج اور آباؤ اجداد کی اندھی تقلید سے نجات حاصل کر سکیں۔

شروع شروع میں، مَیں نے اس خط کی فوٹو کاپیاں بنوا کر جناب پیر صاحب اور پیر بھائیوں کے نام ارسال کیں جن کا تا حال کوئی جواب نہیں آیا۔ بہت سے احباب نے اپنے طور پر اس خط کی فوٹو کاپیاں بنوا کر تقسیم کیں۔ خط کی اہمیت کے پیشِ نظر بہت سے دوستوں نے اسے چھپوانے کا تقاضا کیا لہٰذا اب اسے طبع کروایا جا رہا ہے تا کہ عام لوگوں کو بھی دین کے نام پر اس فتنہ عظیم کے بارے میں خبردار کیا جا سکے۔

معزز قارئین سے میری درخواست ہے کہ اس خط کو زیادہ سے زیادہ ہاتھوں تک پہنچائیں۔ شکریہ!

آخر میں گزارش ہے کہ آیئے ہم سب مل کر اس ذات حق تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر بجالائیں جو رحمٰن و رحیم، ستار و غفار اور ہادی و رشید جیسی عظیم صفات کے ذریعے اور وسیلے سے اپنے گنہگار بندوں کو ہدایت نصیب فرماتا ہے۔

خاکسار

ریاض احمد (ایم ایس سی)

جامعہ ملک سعود، الریاض، سعودی عرب

جون 1987ء

قال رسول اللہ ﷺ
فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ
وَخَيْرُ الْهَدْىِ هَدْىُ مُحَمَّدٍ
وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا
وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ
وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ
وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ
(رواه النسائی)

فرمانِ رسول ﷺ

"بے شک بہترین بات اللہ کی کتاب

اور بہترین ہدایت

رسول اللہ ﷺ کی ہدایت ہے

اور بدترین کام دین میں نئی چیز پیدا کرنا ہے

اور (دین میں) ہر نئی چیز (ایجاد کرنا) بدعت ہے

اور ہر بدعت گمراہی ہے

اور ہر گمراہی کا ٹھکانہ

آگ (یعنی نارِ جہنم) ہے"

(اسے نسائی نے روایت کیا ہے)

بخدمت جناب پیر و مرشد سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ
ریلوے سٹیشن، گوجرہ، ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ (پنجاب)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ حضور کے مزاج بخیر ہوں گے؟

محترم پیرومرشد!

آپ جانتے ہیں کہ خاکسار نے 1971ء میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور 1971ء سے 1985ء تک مسلسل پندرہ سال تک جناب کی خدمت میں حاضری دیتا رہا۔ اس دوران مجھے جن باتوں کا تجربہ اور مشاہدہ ہوا، ان میں بعض باتیں دینی نقطہ نظر سے میرے لئے سرتاپا سوال اور باعث حیرت تھیں، مثلاً غیرمحرم عورتوں کا بے حجاب اپنے مرشد کے سامنے آنا، بیعت کرتے وقت مرشد کا عورتوں کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام کر بیعت کرنا، قرآن اور حدیث کی تعلیم کے سراسر برعکس وحدت الوجود کے نظریئے کا پرچار کرنا، طریقت کو شریعت پر ترجیح دینا، مرشد کو انبیاء کی طرح معصوم سمجھنا، مرشد کو اپنا مشکل کشا اور حاجت روا سمجھنا، مرشد کا (معاذ اللہ) اپنے آپ کو سجدہ کروانا، مرشد سے سوال کرنے کی حوصلہ شکنی کرنا، مرشد کو حاضر و ناظر سمجھ کر اور دل میں اس کی تصویر رکھ کر نماز پڑھنے کی تلقین کرنا، وغیرہ۔

جب جناب کو بورے والا، وارث علی کی رہائش گاہ پر سجدہ کیا گیا، تو خاکسار، جناب کے اس طریقہ تصوف سے بہت زیادہ بددل ہوا، اور آخرکار بندہ نے جناب کے آستانہ عالیہ کے خطیب خاص صوفی محمد انور صاحب سے آپ کے مسجود بننے اور آپ کے طریقہ وحدۃ الوجود کے متعلق تنہائی میں سوال کیا کہ کیا ان باتوں کا قرآن اور حدیث کی روشنی میں کوئی جواز ہے؟ اس نے صاف صاف کہہ دیا کہ "نہیں!" شائد اس کا دل آپ کو سجدہ کرواتے ہوئے اس قدر لرز گیا تھا کہ اس نے میرے سامنے ساری حقیقت کھول دی۔ میں کوشش کے باوجود جناب کے ان عقائد اور اعمال پر اپنے دل اور ضمیر کو کبھی مطمئن نہ کر سکا۔ چنانچہ خاکسار نے جناب کے بعض پرانے قریبی مریدوں اور خلفاء سے اپنی اس پریشانی کا ذکر کیا کہ ان باتوں کا قرآن اور حدیث کی روشنی میں کیا جواز ہے؟ لیکن افسوس کہ جناب کا کوئی بھی مرید اور خلیفہ مجھے اس کا تسلی بخش جواب نہ دے سکا بلکہ مجھے یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی کہ میں شیطانی وساوس کا شکار ہو رہا ہوں اور اس کے چنگل میں پھنستا جا رہا ہوں نیز یہ کہ میں حضرت صاحب پر بے جا تنقید کر کے اپنی دنیا و آخرت برباد کر رہا ہوں چنانچہ مجھے مجبور کیا گیا کہ میں جناب کا دامن کسی صورت نہ چھوڑوں۔ اس وقت میں قرآن و سنت کے علم سے اتنا روشناس نہ تھا جتنا کہ الحمدللہ آج ہوں لہٰذا میں نے جناب کی رفاقت جاری رکھی۔

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج میں اپنی فکر اور سوچ سے مکمل طور پر مطمئن ہوں کہ صراط مستقیم صرف اور صرف قرآن وحدیث کا راستہ ہے لہٰذا اب میں ہر شخص کے قول و فعل کو صحیح یا غلط قرار دینے کے لئے صرف قرآن و سنت ہی کو معیار سمجھتا ہوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے آج سے چودہ سو سال قبل دین کو ہر لحاظ سے مکمل کر کے اس کی تکمیل

کا اعلان فرما دیا تھا اور آپ ﷺ نے اپنے اور اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ کو سب آنے والوں زمانوں سے افضل ترین زمانہ قرار دیا اور فرمایا:

﴿خَيْرُ النَّاسِ الْقَرْنَ الَّذِيْ اَنَا فِيْهِ ثُمَّ الثَّانِيْ ثُمَّ الثَّالِثُ﴾ (1)

''بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں پھر بعد میں آنے والے پھر بعد میں آنے والے۔''

کیا یہ تمام باتیں جن کا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ اقدس میں رائج ہونے کا ثبوت نہیں ملتا آج انہیں جاری کرنا نعوذ باللہ دین کو مسخ کرنے کے مترادف نہیں ہے؟ نیز کیا حضرت محمد ﷺ دین کو نعوذ باللہ ادھورا چھوڑ گئے تھے، جس کی تکمیل کی خاطر ہم نے ان باتوں کو دین کا حصہ بنالیا ہے؟ کچھ حضرات کا خیال ہے کہ بدعت حسنہ جائز ہے۔ یعنی دین میں وہ نئی بات جس سے فقط بھلائی متوقع ہو، کر لینا جائز ہے، ان حضرات سے بندہ کا یہ سوال ہے کہ اگر آپ پانچ فرض نمازوں کی بجائے چھ فرض نمازیں پڑھنے لگ جائیں تو کیا یہ بدعت حسنہ آپ کی نجات کا باعث ہوگی یا آپ کی دنیا و آخرت کی تباہی کا باعث بنے گی؟ میرے خیال میں کوئی بھی مسلمان اس سے اختلاف نہیں کرے گا کہ ایسا کرنا سراسر گمراہی ہوگی اور اس عمل کی وجہ سے عذاب الٰہی سے کسی صورت بچا نہ جاسکے گا۔

بدعت، خواہ حسنہ ہو یا سیئہ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بڑا واضح ہے:

﴿كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ

1- صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة ثم الذين يلونهم......

فِي النَّارِ﴾(1)

"(دین میں) ہر نئی بات بدعت ہے، ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کے لئے آگ ہے۔"

اس مرتبہ خاکسار آپ سے براہ راست تحریری طور پر چند سوالات کرنے کی جسارت کررہا ہے۔ امید ہے کہ آپ میرے لئے اور ان حضرات کے لئے، جو اس طرح کے سوالات کی زد میں ہیں، مگر ان میں سوال کرنے کی جرأت نہیں۔ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں ان کا جواب ضرور دیں گے۔ اگر آپ نے اس معاملہ میں بندہ کی راہنمائی فرمائی تو بندہ نہ صرف آپ کا ممنون ہوگا بلکہ آپ کے سلسلہ سے منسلک رہنے میں ہی اپنی بھلائی سمجھے گا۔

سائل

ریاض احمد

الریاض، سعودی عرب

1۔ سنن نسائی، کتاب صلاۃ العیدین، باب کیف الخطبة

ضروری نوٹ:

1- خط میں ذکر کی گئی تمام باتوں کے گواہ موجود ہیں جن کو ضرورت پڑنے پر پیش کیا جاسکتا ہے۔

2- خط میں لکھے گئے تمام حوالہ جات احادیث کے چارٹ کے مطابق احادیث صحیحہ کے ہیں۔

3- اصطلاحات حدیث کا چارٹ حاضر ہے اس کی رو سے تمام حوالے احادیث صحیحہ کے ہونے چاہئیں تاکہ کسی قسم کے شک کی گنجائش باقی نہ رہے اگر آپ کو اس چارٹ سے اختلاف ہو تو براہ کرم اس کی وضاحت فرمائیں۔

اصطلاحات کتب

۱- صحاح ستہ — حدیث کی چھ کتب بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ کو غلبہ صحت کی بناء پر "صحاح ستہ" کہا جاتا ہے۔

۲- جامع — جس حدیث میں اسلام کے متعلق تمام مباحث، عقائد، احکام، تفسیر، جنت، دوزخ وغیرہ موجود ہوں، "جامع" کہلاتی ہے۔

۳- سنن — جس کتاب میں صرف احکامات کے متعلق احادیث جمع کی گئی ہوں "سنن" کہلاتی ہیں۔ مثلاً سنن ابی داؤد

۴- مسند — جس کتاب میں ترتیب وار ہر صحابی کی احادیث یکجا کر دی گئی ہوں "مسند" کہلاتی ہے۔ مثلاً مسند احمد

۵- مستخرج — جس کتاب میں ایک کتاب کی احادیث کسی دوسری سند سے روایت کی جائیں "مستخرج" کہلاتی ہیں۔ مثلاً مستخرج الاسماعیلی البخاری

۶- مستدرک — جس کتاب میں ایک محدث کی قائم کردہ شرائط کے مطابق وہ احادیث جمع کی جائیں جو اس محدث نے اپنی کتاب میں درج نہ کی ہوں "مستدرک" کہلاتی ہے۔ مثلاً مستدرک حاکم

۷- اربعین — جس کتاب میں چالیس احادیث جمع کی گئی ہوں "اربعین" کہلاتی ہے۔ مثلاً اربعین نووی۔

☆ جس حدیث کے راوی ہر زمانے میں دو سے زائد رہے ہوں "مشہور" جس کے راوی کسی زمانے میں کم سے کم دو رہے ہوں "عزیز" جس حدیث کا راوی کسی زمانے میں ایک رہا ہو "غریب" کہلاتی ہے

سوالات

سوال نمبر 1 کیا معاذ اللہ، معاذ اللہ پیر کو سجدہ کرنے کا جواز قرآن و حدیث سے ملتا ہے؟

وضاحت: اس خاکسار نے اپنی ان گنہگار آنکھوں سے بورے والا ضلع وہاڑی، پنجاب میں آپ کے ایک نیاز مند وارث علی (مرحوم) کی رہائش گاہ پر ایک مرید کو جناب کے سامنے (معاذ اللہ) سجدہ کرتے دیکھا۔ لیکن جناب نے اسے سجدہ کرنے سے منع نہیں کیا بلکہ اسے اس فعل پر خراجِ تحسین پیش کیا جبکہ حدیث پاک میں ہے کہ صحابہ کرام ﷢ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یمن کے بادشاہ کو اس کی قوم سجدہ کرتی ہے جبکہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، کیا ہم آپ ﷺ کو سجدہ نہ کریں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ان کو فرمایا "مجھے سجدہ نہ کرو۔" (1) نیز ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "اگر اللہ کے بغیر کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔" (2)

سوال نمبر 2 کیا محض پیر کے حج نہ کرنے سے حج کی استطاعت رکھنے والے مرید سے حج ساقط ہو جاتا ہے؟

1- سنن ابو داؤد، كتاب النكاح ، باب في حق الزوج على المرأة

2- جامع الترمذی، ابواب الرضاع ، باب ما جاء في حق الزوج على المرأة

وضاحت : جناب کے بہت سے مریدوں پر حج فرض ہے جناب کو یہ علم ہے کہ وہ صرف اس لئے حج ادا نہیں کرتے کہ ان کے پیر نے حج ادا نہیں کیا۔ جناب خود عرصہ دراز سے حج ادا کرنے کی طاقت رکھتے ہیں مگر آپ خود اسی وجہ سے حج ادا نہیں کر رہے کہ جناب کے مرشد نے بھی حج ادا نہیں کیا۔ اسی وجہ سے جناب نے اس اہم فریضہ کو ادا کرنے پر کار خریدنے کو ترجیح دی کیا کار کی خریداری ایک اہم رکن دین کے ادا کرنے سے زیادہ ضروری تھی؟ نیز کیا پیر کے حج نہ کرنے سے مرید سے حج کا فرض ساقط ہونے کا ثبوت قرآن وحدیث سے ملتا ہے؟ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ حج 9ھ میں فرض ہوا۔ اس سال آپ ﷺ حج پر تشریف نہیں لے گئے لیکن آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امارت میں حج ادا کرنے کا حکم دیا۔(1) سوال یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو اپنے نبی ﷺ کے بغیر حج کا فرض ادا کرسکتے ہیں لیکن آج کے ایک پیر کے حج نہ کرنے پر مرید سے یہ فرض کیسے ساقط ہوسکتا ہے؟ کیا جناب کا یہ اقدام دین میں ایک بہت بڑا فتنہ پھیلانے کا باعث نہیں بن رہا؟ نیز کیا جناب کا اپنے مریدوں کے اس عمل پر خوش رہنا اور ان کو حج ادا کرنے کی تلقین نہ کرنا اللہ کے گھر کی آبادی کی بجائے اس کی بے آبادی کے مترادف نہیں؟ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان یہ ہے کہ:

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَ سَعٰى فِىْ خَرَابِهَا(114:2)

''اس سے بڑا ظالم کون ہے جو لوگوں کو اللہ کی مسجدوں سے روکے کہ وہاں اللہ کے نام کا ذکر ہو اور ان کی بربادی میں کوشاں رہے۔'' (سورہ بقرہ، آیت نمبر 114)

1- سنن نسائي ، كتاب مناسك الحج ، باب الخطبة قبل يوم التروية

سوال نمبر 3 کیا مرشد کی بات کو شریعت کی کسوٹی پر پرکھنا منافقت ہے؟

وضاحت : جناب اپنے مریدوں کو یہ تعلیم فرماتے ہیں کہ ”جس مرید نے مرشد کے ارشاد کو شریعت کی کسوٹی پر پرکھا، وہ منافق ہے۔“ کیا شریعت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقوں کا نام نہیں؟ اگر شریعت کی اتباع منافقت ہے تو پھر اسلام کیا ہے؟ اپنی اس خودساختہ تعلیم کے مطابق کیا آپ اپنی بات کا مقام (نعوذ باللہ) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات سے بھی اونچا سمجھتے ہیں کہ آپ کی ہر بات شریعت سمجھ کر بلاچون وچرا حرف آخر مان لی جائے؟

سوال نمبر 4 کیا مرشد کے تصور کے بغیر نماز ناقص رہ جاتی ہے؟

وضاحت : جناب کا فرمان ہے کہ مرشد کو تصور (یعنی مرشد کی تصویر ذہن) میں لاکر نماز پڑھنی چاہئے اور نماز میں مرشد کو حاضر وناظر سمجھنا چاہئے ورنہ نماز ناقص رہ جاتی ہے۔ جناب کے اس عقیدہ کی قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا حقیقت ہے؟ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے تصور سے نماز پڑھی؟ نبی اکرم ﷺ کا ایک ارشاد مبارک ہے: ”احسان (بہترین نیکی) یہ ہے کہ تم ایسے نماز پڑھو جیسا کہ اللہ کو دیکھ رہے ہو اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو (کم ازکم) یہ سمجھو کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔“(1) کیا آپ کا ”فلسفہ تصور“ حدیث کی تعلیم کے عین برعکس نہیں ہے؟

سوال نمبر 5 جناب کو علم ہے کہ آپ کے مرید جناب کی خدمت میں مسجد فنڈ، لنگر فنڈ اور ذاتی نذرانوں کی رقوم علیحدہ علیحدہ پیش کرتے ہیں کیا آپ ہر فنڈ کو علیحدہ علیحدہ اسی مد میں استعمال فرماتے ہیں جس کے لئے یہ رقوم جناب کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں؟

1- صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الایمان والاسلام والاحسان و وجوب ....

وضاحت : اگر ایسا ہے تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ جناب کی ذاتی عالیشان رہائش تمام تر جدید ضروریات اور لوازمات سے مزین عرصہ دراز سے مکمل ہو چکی ہے جبکہ اللہ کا گھر (مسجد) آج بھی سرکنڈے کی چھت اینٹوں اور گارے سے تعمیر کردہ اسی خستہ حالت میں ہے جس میں ہم اسے شروع سے دیکھتے چلے آ رہے ہیں حتیٰ کہ وضو کی جگہ پر سایہ تک نہیں اور موسم گرما کی چلچلاتی دھوپ میں وضو کرتے ہوئے پاؤں جھلس جاتے ہیں۔ جناب کو حضور اکرم ﷺ کے اس ارشاد مبارک کا تو علم ہوگا کہ "جس نے مسجد کی تعمیر کروائی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔" (1) نیز آپ ﷺ کے ایک اور فرمان کا مفہوم ہے کہ "مساجد کی دیکھ بھال کرنا اور ان کی ضروریات کا خیال رکھنا ایمان کی علامت ہے۔" (2) جناب نے اپنے اس طرز عمل کے بارے میں ایک بار فرمایا تھا کہ مسجد نبوی بھی پہلے پہل ایسی ہی حالت میں تھی۔ سوال یہ ہے کہ اگر مسجد نبوی ﷺ ایسی خستہ حالت میں تھی تو اس کے مقابلہ میں نبی اکرم ﷺ کے حجرہ مبارک کی ساری حیات طیبہ میں کیا حالت رہی؟ جناب کی ذاتی عالی شان رہائش گاہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ جناب نے رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے سراسر برعکس اپنی ذاتی رہائش گاہ کو اللہ کے گھر پر ترجیح دی ہے۔ کیا یہ ممکن نہ تھا کہ مسجد کی شایان شان تعمیر پہلے عمل میں آ جاتی اور آپ کی عالیشان رہائش گاہ بعد میں تعمیر ہوتی؟

سوال نمبر 4 کیا طریقت شریعت سے افضل ہے؟

وضاحت : جناب کے ہاں تعلیم دی جاتی ہے کہ طریقت، شریعت سے (معاذ اللہ) افضل ہے۔ اس لحاظ سے طریقت کا داعی بھی شریعت کے داعی سے افضل ہونا چاہئے۔ شریعت کے داعی تو خود رسول اللہ ﷺ تھے کیا جناب واضح فرمائیں گے کہ

1- صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، باب من بنی مسجدا

2- جامع ترمذی، ابواب الایمان، باب ما جاء فی حرمۃ الصلاۃ

طریقت کا داعی کون تھا؟ اور وہ بدنصیب کون ہے جسے جناب نے رسول اللہ ﷺ سے بھی افضل ہونے کا مقام دے رکھا ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں سے طریقت کی شریعت پر برتری کا کوئی ثبوت ملتا ہے؟

سوال نمبر 7 غیر محرم عورتوں کے ہاتھ تھام کر بیعت کرنے کا شرعاً کیا جواز ہے؟

وضاحت: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ مبارک کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں چھوا۔ ان کے زبانی اقرار کے بعد آپ فرماتے ''جاؤ میں نے تم سے بیعت لے لی۔''(1) جناب عورتوں کا ہاتھ تھام کر ان سے بیعت لیتے ہیں۔ کیا جناب کا طرز عمل رسول اکرم ﷺ کی سنت کی صریحاً خلاف ورزی نہیں ہے؟

سوال نمبر 8 غیر محرم عورتوں کا پیر کے سامنے بے پردہ آنے کا کیا جواز ہے؟

وضاحت: ایک حدیث سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو ایک نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے سامنے بے پردہ آنے سے منع کر دیا تھا اور فرمایا تھا ''اگر وہ نابینا ہے تو تم تو نابینا نہیں۔''(2) سوال یہ ہے کہ اگر پردہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کو معاف نہ ہو سکا جن کی عصمت پر خود قرآن کریم گواہ ہے تو پھر جناب نے اپنی مرید خواتین کو اپنے سامنے بے پردہ آنے کا حکم کیوں دے رکھا ہے؟ کیا جناب اپنے آپ کو رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ متقی اور پرہیزگار سمجھتے ہیں یا

1- صحیح مسلم، کتاب الامارت، باب کیفیة بیعة النساء

2- جامع ترمذی، ابواب الادب، باب ماجاء فی احتجاب النساء من الرجال

اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی شریعت سے بالاتر سمجھتے ہیں؟

سوال نمبر 9 کیا وحدۃ الوجود کا عقیدہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟

وضاحت: قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق اللہ خالق ہے، بندہ اس کی مخلوق ہے، اللہ مالک ہے انسان اس کا غلام ہے، اللہ مختار کل ہے جبکہ انسان عاجز اور بے بس ہے، اللہ روز اول سے ہے جبکہ انسان کچھ عرصہ قبل وجود میں لایا گیا، اللہ کی ذات غیر فانی ہے جبکہ انسان کو ایک بار موت آئے گی، ان حقائق کے پیش نظر وحدۃ الوجود (خدا کا مخلوق میں حلول کر جانا اور انسان کا نعوذ باللہ کلی طور پر خدا ہو جانا) کے نظریئے کے مطابق انسان کا وجود مکمل طور پر خدا کا وجود کیسے بن جاتا ہے؟ خالق اور مخلوق ایک کیسے ہو جاتے ہیں؟ کیا جناب کا فلسفہ وحدۃ الوجود شرک کی کھلی دعوت نہیں ہے؟ جسے اللہ نے توبہ کئے بغیر معاف نہ کرنے کا عہد کر رکھا ہے؟ کیا شرک ہی وہ گناہ نہیں جس کی وجہ سے انسان کی ساری نیکیاں برباد اور ضائع ہو جاتی ہیں اگر جناب کا فلسفہ وحدۃ الوجود مان لیا جائے تو شریعت اور قرآن و حدیث کی حیثیت محض ایک ڈرامے کی سی رہ جاتی ہے۔ اسے تسلیم کر لینے کے بعد آپ ساجد کسے کہیں گے اور مسجود کون ہوگا؟ گنہگار کون ہوگا اور رحیم کون کہلائے گا؟ حتی کہ محشر کے روز حساب دینے والا کون ہوگا اور حساب لینے والا کون ہوگا؟ نیز اگر آپ ہر چیز میں اللہ موجود مانیں گے تو پھر پتھر کے بتوں میں بھی اس کو موجود جانیں گے اور ان بتوں میں بھی اللہ تعالیٰ کی ذات جلوہ گر تھی جن کی کفار مکہ پرستش کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو توڑنے کا حکم کیوں دیا اور ان کی پوجا کو شرک کیوں قرار دیا؟ نیز کیا جناب کا فلسفہ وحدۃ الوجود عیسائیوں کے عقیدہ تثلیث (تین خداؤں پر ایمان رکھنا) کے حق میں ایک بہت بڑی دلیل نہیں ہے؟ کیا اس عقیدے کے تحت آپ ہندوؤں کی بت پرستی کی تائید نہیں کرتے؟ کیا جناب قرآن وحدیث کی روشنی میں نظریہ وحدۃ الوجود کی وضاحت کرنا

پسند فرمائیں گے؟

سوال نمبر 10 کیا سسر والدین سے افضل ہیں؟

وضاحت : جناب کی تعلیم کے مطابق سسرال کا رشتہ والدین کے مقابلہ میں زیادہ قابل احترام ہے جس کی وجہ جناب کی نظر میں یہ ہے کہ سسرال والے کھلاتے ہیں اور عاجز ہوتے ہیں اور والدین کھاتے بھی ہیں اور آنکھیں بھی دکھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بار بار والدین کی فرمانبرداری اور اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے (1) لیکن سارے قرآن کریم میں ایک بار بھی سسرال کی اطاعت کا ذکر نہیں آیا اسی طرح حدیث پاک میں نبی کریم ﷺ نے والدین کو اولاد کی جنت دوزخ قرار دیا ہے (2) لیکن سسرال کو یہ مقام نہیں دیا کیا آپ وضاحت فرما سکتے ہیں کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں آپ کی تعلیم کہاں تک درست ہے؟

سوال نمبر 11 مرشد افضل ہے یا قرآن مجید؟

وضاحت: جناب کی تعلیم کے مطابق قرآن مجید محض ایک کتاب ہے جس میں سمندر، پہاڑ، یا جنت و دوزخ کے الفاظ تو لکھے ہیں، لیکن ان کا مشاہدہ صرف مرد حق ہی کرواسکتا ہے اسی طرح اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے الفاظ تو لکھے ہیں لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا صحیح تصور اور ادراک صرف پیر ہی دے سکتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ فلسفہ محض قرآن کریم کی اہمیت کم کرنے اور اس کے مقابلے میں پیر کی اہمیت بڑھانے کے لئے نہیں گھڑا گیا؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بھی بہت سے ایسے خوش قسمت لوگ تھے جو پہلی ہی بار فقط قرآن کریم کے الفاظ سن کر ایمان لے آئے تھے۔ خود خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہی

1- سورہ بقرہ : 83، سورہ نساء : 36 ، سورہ انعام : 151، سورہ اسراء : 23، سورہ عنکبوت : 8، سورہ لقمان : 14

2- سنن ابن ماجہ ، کتاب الادب ، باب بر الوالدین

الفاظ کو سن کر کفر و شرک کے اندھیروں سے نجات حاصل کی تھی جن کے بارے میں جناب کا یہ خیال ہے کہ یہ کاغذ پر لکھے ہوئے محض الفاظ ہیں۔ جناب نے خود باضابطہ طور پر قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل نہیں کی اور شرعی مسائل کے حل کے لئے آپ علماء کا سہارا لیتے ہیں، جو پیر خود قرآن وحدیث کے علم سے معمولی حد تک واقف ہو وہ دین کے بارے میں دوسروں کی کیا راہنمائی کرسکتا ہے نیز جناب کا منازل سلوک طے کرنے میں علم دین کو حجاب کی حیثیت دینا بھی لوگوں کو قرآن وحدیث کی طرف راغب ہونے سے روکنے کے مترادف ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک بار جناب کے مرید فقیر حسین نے (جو کہ میرا دوست ہے) آپ سے سوال کیا کہ حضرت صاحب! دور حاضر میں امت محمدیہ ﷺ بہت سے فرقوں میں بٹ چکی ہے اور ہر فرقہ اپنے آپ کو ناجیہ (کامیاب) کہلاتا ہے۔ آپ کے خیال میں کون سا فرقہ ناجیہ ہے؟ تو جناب کا چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا گویا اس بیچارے نے آپ کی شان میں کوئی گستاخی کردی ہو۔ اس وقت جناب اس قدر غصہ میں تھے کہ مجھے آپ کی جلالت سے خوف آنے لگا۔ جناب نے اپنے مرید کو اس معمولی سے سوال کا پنجابی زبان میں جواب دیا کہ ”توں ناجیہ والیاں دی بانہہ پھڑنی ایں“ (یعنی کیا تو نے ناجیہ فرقہ سے کشتی کرنی ہے) جناب کا غیظ وغضب سے بھرپور یہ جواب سن کر وہ بیچارہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔ محفل میں جو حضرات موجود تھے آپ کا یہ جواب سن کر انہیں آئندہ کبھی جناب سے کوئی سوال کرنے کی جرأت ہوسکتی ہے؟ خاکسار کا یہ پندرہ سالہ مشاہدہ ہے کہ جناب کے اکثر مرید اسی وجہ سے قرآن وحدیث کی اہمیت اور ضرورت سے بے نیاز ہیں اور یہی جناب کی منشا ہے کہ نہ جناب کا کوئی مرید قرآن وحدیث کی طرف مائل ہو اور نہ جناب کو لوگوں کے سوالوں کا سامنا کرنا پڑے۔ مزید برآں صحابہ کرام ؓ کے زمانہ کے علاوہ دور حاضر میں بھی ایسے بے شمار واقعات دیکھنے میں آئے ہیں کہ بعض غیر مسلم، یہودی، عیسائی اور

دہریئے فقط انہی قرآنی الفاظ کو پڑھ اور سمجھ کر ان سے متاثر ہوئے اور بغیر کسی پیر کے حلقہ بگوش اسلام ہو گئے نیز جناب کا یہ فرمان کہ ''طریقت کا راستہ ایک بہت ہی چھوٹا سا دروازہ ہے جس پر شریعت کا پہرہ ہے علمائے دین اس راستے سے لوگوں کو گزرنے نہیں دیتے اور اس میں سے جو بھی گزرا ہے اسے ان پہرے داروں سے چوری گزرنا پڑا ہے جناب کا یہ فلسفہ اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ جناب لوگوں کو قرآن وحدیث کی تعلیم سے بے بہرہ رکھنا چاہتے ہیں تا کہ وہ بغیر تحقیق کے بلا چون وچرا آنکھیں بند کر کے جناب کے ہر فکر اور فلسفہ کی تائید کرتے رہیں۔

سوال نمبر 12 کیا پیر کی زیارت سے حج کا فریضہ ساقط ہو جاتا ہے؟

وضاحت: جناب کا فرمان ہے کہ ''پیر کی زیارت حج اکبر کے برابر ہے۔'' گویا جو آدمی اپنے پیر کو دیکھ لے اسے حج کی ضرورت باقی نہیں رہتی جبکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''جس شخص کو کسی شرعی عذر (بیماری، خطرہ دشمن وغیرہ) نے نہ روکا پھر اس نے حج نہ کیا وہ خواہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر۔''(1) یعنی حج کی طاقت ہونے کے باوجود حج ادا نہ کرنے والا شخص سخت مجرم اور گنہگار ہے اور اس کا دعوی اسلام سراسر باطل ہے نیز آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ فرض اور اہم رُکنِ دین سوائے شرعی عذر کے کسی بھی صورت ساقط نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کوئی اسے ساقط کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ ذرا آپ سوچیں کہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے سے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حج کا فرض ساقط نہ ہوا تو پھر کیا آج کل کے پیر کو دیکھنے سے یہ فرض ساقط ہو سکتا ہے؟ ممکن ہے کہ جناب اس کے جواب میں فرمائیں کہ میں نے تو کسی کو حج ادا کرنے سے نہیں روکا۔ سوال یہ ہے کہ اگر آپ نے روکا نہیں تو آپ اپنے مریدوں کو اس اہم رکن دین کی ادائیگی کی تلقین بھی کب کرتے ہیں بلکہ

1- جامع ترمذی، ابواب الحج، باب ما جاء من التغليظ في ترك الحج

جناب کیا اس عقیدہ (یعنی حج کی ضرورت باقی نہ رہنے) پر مطمئن اور راضی ہیں۔ کیا احادیث سے پیر کو دیکھ لینا حج اکبر کے برابر ہونے کا کوئی ثبوت ملتا ہے یا یہ جناب کا خود ساختہ فلسفہ ہے؟

سوال نمبر 13 کیا مرشد علم غیب جانتا ہے؟

وضاحت : جناب کے عقیدہ کے مطابق مرشد اپنے مریدوں کے دلوں کے پوشیدہ بھید جانتا ہے یعنی وہ علم غیب رکھتا ہے۔ جناب کو معلوم ہے کہ جناب کے ایک بہت ہی چہیتے مرید محمد شفیع صاحب اے ایس آئی (ساکن بورے والا، ضلع وہاڑی) نے عرصہ سات آٹھ سال قبل جناب سے دس ہزار روپے کی رقم بطور قرض لی اور بعد ازاں جناب کے بار بار واپس مانگنے پر آج تک واپس نہیں کی۔ اس سلسلہ میں جناب کو جتنی پریشانی اٹھانی پڑی، جناب مجھ سے زیادہ آپ واقف ہیں بالآخر اسی وجہ سے جناب کو اسے اپنے سلسلہ سے نکالنا پڑا۔ اگر جناب کا عقیدہ علم غیب درست ہے تو جناب نے اسے یہ رقم کیوں دی اور اتنے پریشان کیوں ہوئے؟ غزوہ بنی المصطلق سے واپسی پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافقین نے نعوذ باللہ زنا کی تہمت لگا دی جس کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ مسلسل چالیس روز تک پریشان رہے اور اس دوران آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ان کی آراء بھی لیتے رہے اور جب تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کے بارے میں وحی نازل نہ ہوئی آپ ﷺ کو علم نہ ہو سکا کہ یہ تہمت محض منافقین کی سازش تھی یا حقیقت؟(1) (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سورہ نور، پارہ اٹھارواں آیت 1 تا 46) نیز حدیث شریف میں یہ واقعہ آتا ہے کہ بنو سلیم کے بعض قبائل رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور دھوکے سے رسول اللہ ﷺ سے ستر عالم صحابی رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر اپنے ساتھ لے

1- صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الافک

گئے کہ ہم اسلامی تعلیمات حاصل کرنا چاہتے ہیں اور انہیں ایک جگہ لے جا کر شہید کر دیا۔(1) نبی اکرم ﷺ کو ان کی شہادت کا علم اس وقت ہوا جب چند بچ کر بھاگ نکلنے والے صحابہ کرام ؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کو اس جانکاہ حادثہ کی اطلاع دی۔ کیا آپ ﷺ کو صحابہ کرام ؓ کو روانہ کرتے وقت یہ علم تھا کہ ان سے کیا سلوک کیا جائے گا؟ ورنہ آپ انہیں منافقین کے ہمراہ نہ بھیجتے اور اتنی قیمتی جانیں ضائع نہ ہوتیں اور نہ ہی آپ ﷺ کو ان کی شہادت کے وقت یہ علم تھا کہ اب انہیں شہید کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ اس جان لیوا خبر کی اطلاع ملنے پر آپ ﷺ نے مسلسل ایک ماہ تک ان بدبخت قاتلوں کے لئے بددعا فرمائی۔(2) سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کو حتی کہ کسی نبی کو بھی ہمہ وقت کلی علم غیب نہیں، تو ایک عام پیر کو علم غیب کیسے ہو سکتا ہے؟ کیا جناب قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنے اس دعوی علم غیب کی وضاحت کرنا پسند فرمائیں گے؟

سوال نمبر 14 کیا مرشد، مرید کی دلی کیفیت سے آگاہ ہوتا ہے؟

وضاحت: بندہ ناچیز نے پہلے پہل جب اپنے دل میں اضطراب اور شکوک وشبہات محسوس کئے تو جناب سے چند سوالات فقط اپنی ذاتی تسلی اور اطمینان قلب کی خاطر کئے جنہیں جناب نے محض تنقید اور نکتہ چینی سمجھ کر نظر انداز فرما دیا۔ جناب کی تعلیم کے مطابق مرشد کامل مرید کی دلی کیفیت سے مکمل طور پر آگاہ ہوتا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو اس معاملے میں جناب سے بندہ کی دلی کیفیت کیوں کر پوشیدہ رہ گئی اور جناب نے بندہ ناچیز کے دلی اضطراب کو دور کرنے کی کوشش کیوں نہ فرمائی۔

سوال نمبر 15 کیا مرشد کی ناراضی اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے؟

1- صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الرجیع و رعل و ذکوان و بئر معونہ

2- سنن ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب القنوت فی الصلاۃ

وضاحت : جناب اپنے مریدوں کو یہ تعلیم بھی دیتے ہیں کہ ”جس نے ہمیں چھوڑا اس کا کچھ بھی باقی نہ رہا۔“ کیا قرآن وحدیث کی روشنی میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے علاوہ بھی کوئی ایسی ہستی ہے جس کو چھوڑنے سے انسان کی دنیا اور آخرت تباہ ہوجاتی ہے؟ جبکہ ایک حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”سب لوگ جنت میں جائیں گے سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے میری بات نہ مانی۔“ (1) جناب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ بندہ کو جناب کا دامن چھوڑے ہوئے کوئی چار سال کا عرصہ گزر چکا ہے مگر الحمدللہ کسی قسم کی تباہی کی بجائے اس ذات بے نیاز کے کرم سے ہر لحاظ سے آسودگی ہی آسودگی ملی ہے کیا میں جناب سے سوال کر سکتا ہوں کہ جناب کا دامن چھوڑنے کے بعد آدمی کی تباہی کے لئے اندازاً کتنا عرصہ درکار ہے؟ نیز خاکسار جناب پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہے کہ میرا الحمدللہ اب یہ پختہ ایمان ہے کہ عزت اور ذلت، آبادی اور بربادی، سکھ اور دکھ فقط اس اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہے جس کے قبضۂ قدرت میں ہر ذی روح کی جان ہے، لہٰذا میرے یا میرے خاندان والوں پر جب بھی کوئی سختی یا زوال آیا تو میں یہ سمجھوں گا کہ وہ میری یا میرے اہل خانہ کی اپنے اللہ تعالیٰ سے غفلت یا اپنے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی یا اس کی کسی حکمت یا اس خاکسار کی کسی آزمائش کی وجہ سے آیا ہے نہ کہ جناب کا دامن چھوڑنے کی وجہ سے۔

سوال نمبر 16 اسلام صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے یا قطع رحمی کا؟

وضاحت: جناب اپنے بعض مریدوں کو دوسرے مریدوں سے (جو کسی وجہ سے جناب کے ہم خیال نہ رہ گئے ہوں) قطع تعلق کرنے کا حکم دیتے ہیں کیا اسلام میں ایک مسلمان بھائی کی دوسرے مسلمان بھائیوں سے قطع رحمی کروانا جائز ہے؟ جناب نے اپنی اس تعلیم کی وجہ سے میرے حقیقی بھائی اور دیگر احباب کو فقط اپنی ذات کی خاطر مجھ

1- صحیح بخاری، کتاب الاعتصام، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ

سے الگ کروادیا ہے (کہ کہیں وہ میرے ہم خیال نہ ہو جائیں) جب کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ ''قطع رحمی (خونی رشتہ سے) کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔''
(1) جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ میں یہ مقام صرف رسول اکرم ﷺ کا ہے کہ جو بدنصیب آپ ﷺ کا دامن چھوڑے گا وہ ہلاک اور برباد ہوگا قیامت کے روز میرے اور میرے بھائی کے اس خسارے (یعنی اللہ کی رحمت) سے دوری کا ذمہ دار کون ہوگا؟ جناب کے پاس اپنے دعوی کے حق میں قرآن وحدیث کی کوئی دلیل ہے تو براہ کرام پیش فرمائیں۔ بندہ ناچیز آپ کا ممنون ہوگا۔ قطع رحمی کی وجہ سے جنت سے ہماری محرومی کا ذمہ دار کون ہوگا؟ کیا جناب اپنے اس کردار کی قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت فرما سکتے ہیں؟

سوال نمبر 17 کیا مرشد اپنے مریدوں کی تقدیر بدلنے پر قادر ہوتا ہے؟

وضاحت : جناب کے عقیدہ کے مطابق مرشد نہ صرف یہ کہ اپنے مریدوں کی تقدیر بدلنے کی طاقت رکھتا ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے مکمل اختیارات کا مالک ہوتا ہے جس کا ثبوت پنجابی کا یہ شعر ہے جو اکثر آپ کی مجالس حال وقال میں سننے میں آتا ہے کہ:

ہتھ ولی دے قلم ربانی لکھے جو من بھاوے
رب ولی نوں طاقت بخشی لکھے لیکھ مٹاوے

(ترجمہ: اللہ کا قلم مرشد کے ہاتھ میں ہوتا ہے جو چاہے لکھے۔ اللہ نے مرشد کو یہ طاقت بخشی ہے کہ جو چاہے لکھے جو چاہے مٹادے) آپ کی اس تعلیم کے برعکس قرآن کریم سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی (منافق اکبر) کی وفات پر اس کے بیٹے کی خواہش کے پیش نظر اس کے لئے دعائے مغفرت فرمائی، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا قبول نہ فرمائی (2)، لہٰذا نبی کریم ﷺ کے دعا فرمانے کے

1- صحیح بخاری، کتاب الادب، باب فضل صلة الرحم
2- صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله استغفرلهم او لا تستغفر لهم......

باوجود اس کی قسمت نہ بدل سکی، رسول اللہ ﷺ اپنے چچا جناب ابو طالب کی زندگی کے آخری لمحات تک اس کی تقدیر بدلنے (مسلمان کرنے) کے بارے میں جدوجہد فرماتے رہے اور انہیں اپنے کان میں کلمہ پڑھ دینے تک کی پیش کش کر دی (1)، لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہ تھا لہٰذا آپ ﷺ اللہ کے لکھے کو نہ مٹا سکے۔ نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں آپ ﷺ کے فداکار اور جانثار صحابہ کرام حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ وغیرہ کو کفار مکہ جان لیوا سزائیں دیتے رہے۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو ابوجہل نے ان کی شرمگاہ میں نیزہ مار کر شہید کر دیا۔ رسول اکرم ﷺ یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قسمت میں اللہ نے جو آزمائش اور تکالیف لکھ دی تھیں انہیں رسول اللہ ﷺ اپنی انتہائی خواہش کے باوجود بدل نہ سکے۔ سوال یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ تو خواہش کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قسمت میں لکھی آزمائش بدل نہ سکے، لیکن آج کا پیر یہ دعویٰ کس برتے پر کرتا ہے کہ وہ اپنے مریدوں کی تقدیریں بدل سکتا ہے۔

جناب اپنے اس دعویٰ کی کتاب و سنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں تو بڑا کرم ہوگا؟

سوال نمبر 18 کیا مرشد واقعی معصوم عن الخطا ہوتا ہے؟

وضاحت : جناب کی تعلیم کے مطابق مرشد معصوم عن الخطا ہوتا ہے۔ علماء اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ صرف انبیاء کرام کی ذات معصوم عن الخطا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ کوئی بھی انسان معصوم عن الخطا نہیں ہو سکتا۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے "سارے کے سارے لوگ گنہگار ہیں اور بہترین گنہگار وہ ہیں جو توبہ کرتے ہیں۔" (2) آپ ﷺ کے اس واضح ارشاد کی موجودگی میں پیروں کو معصوم سمجھنا گمراہی نہیں تو اور کیا ہے کیونکہ ہدایت کا راستہ رسول اکرم ﷺ کا قول اور فعل ہے

1- صحیح بخاری، کتاب المناقب الانصار، باب قصه ابی طالب

2- سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب ذکر التوبه

نہ کہ جناب کا فکر۔ کیا جناب اپنے فکر کی قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت کرنا پسند فرمائیں گے کہیں ایسا تو نہیں کہ جناب پیروں کو انبیاء کے برابر درجہ دیتے ہوں؟

سوال نمبر 19 کیا مرشد مشکل کشا اور حاجت روا ہوتا ہے؟

وضاحت: جناب جب آپ اپنے مریدوں سے ملاقات کے وقت ان کا حال دریافت فرماتے ہیں تو ان کا جواب ان جملوں پر مشتمل ہوتا ہے کہ "حضور کا کرم ہے۔" "سرکار کا بڑا، احسان ہے۔" "آپ کی نگاہ کرم سے سب ٹھیک ہے۔" وغیرہ، جن سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پیر کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے ہیں جبکہ ایک حدیث پاک میں ہے کہ ایک منافق صحابہ کرام ﷡ کو بہت تکلیف دیا کرتا تھا۔ صحابہ کرام ﷡ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کہ اس منافق سے نجات حاصل کرنے کے لئے رسول اکرم ﷺ سے استغاثہ کریں۔ آپ نے صحابہ کرام ﷡ کو فرمایا "دیکھو مجھ سے استغاثہ نہیں کیا جا سکتا بلکہ استغاثہ صرف اللہ تعالیٰ سے ہی کرنا چاہئے۔"(1) اسی طرح ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں کسی صحابی نے کسی امر کے بارے میں کہا "جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں۔" اس پر آپ ﷺ نے فرمایا "صرف یہ کہو جو اللہ تنہا چاہے۔"(2) کیا آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ وضاحت فرما سکتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو بھی اپنے نفع یا نقصان کا مالک یا اپنا حاجت روا یا مشکل کشا سمجھنا جائز ہے؟

سوال نمبر 20 کیا مرشد بشر ہوتا ہے؟

وضاحت: جناب اپنے مریدوں کو اکثر ارشاد فرماتے ہیں کہ

"مرشد نوں جس آدم جاتا گیا اوہ دوہیں جہانیں"

1– مسند احمد، کتاب و من مسند بنی هاشم، باب بدایة، مسند عبدالله بن العباس
2– بخاری فی الادب المفرد، سلسلة احادیث الصحیحة للالبانی، ج 1، ص 139

ترجمہ: (یعنی جس نے مرشد کو بشر یا انسان سمجھا وہ دنیا اور آخرت میں برباد ہوگیا) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے لئے کئی بار بشر کا لفظ استعمال فرمایا ہے(1) اور یہ بات تو اہل سنت کے ایمان اور عقیدے کا حصہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ افضل الانبیاء ہیں ان سے زیادہ برگزیدہ، افضل اور اللہ کا محبوب کوئی دوسرا نہیں...... جب انہیں اللہ تعالیٰ نے بشر کہا ہے تو پھر وہ کون بدنصیب مرشد ہے جو نبی کامل ﷺ سے بھی افضل اور اعلیٰ ہونے کا دعویٰ رکھتا ہے۔ کیا جناب اس بات کی وضاحت فرمائیں گے کہ مرشد کو انسان نہیں تو پھر کیا سمجھنا چاہئے؟

سوال نمبر 21 جناب کا عقیدہ ہے کہ مدینہ شریف میں رسول اللہ ﷺ کی کچہری لگتی ہے جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر اولیاء کرامؒ (زندہ اور مردہ) شامل ہوتے ہیں کیا یہ کچہری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بھی لگتی تھی یا حال ہی میں اس کا آغاز ہوا ہے؟

وضاحت: اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے ہے تو کسی ایک صحابی کی کوئی ایسی روایت بتائیں جس سے اس مجلس کا اشارہ ملتا ہو اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں یہ مجلس نہیں تھی اور بعد میں شروع ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس اعزاز سے محرومی کی کیا وجہ ہے؟ اسطرح اگر یہ مجلس تابعینؒ یا تبع تابعینؒ کے زمانہ میں بھی لگتی تھی تو ائمہ اربعہ، تابعین اور تبع تابعین کے کسی قول سے اس مجلس کا اشارہ ملتا ہو۔؟ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ اس محفل میں شامل نہیں ہوتے تو پھر وہ کون سے ولی، قطب، ابدال اور بزرگ ہیں جو وہاں تشریف لے جاتے ہیں؟ یا اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ حضرات کو اس مجلس کا راز فاش کرنے کی اجازت نہیں تھی تو جناب کو اس کا راز فاش کرنے کی اجازت کس نے دی ہے؟ اگر جناب اس پُراسرار معمے کی تفصیل سے

1- سورہ کہف: 110، سورہ فصلت: 6، سورہ شعراء: 154

آ گاہ فرمادیں تو بڑی عنایت ہوگی۔

سوال نمبر 22 جناب اپنے ارشادات میں اکثر ایک حدیث پیش کرتے ہیں کہ ﴿قُلُوْبُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَرْشُ اللّٰهِ تَعَالٰی﴾ ''یعنی مومنوں کے دل اللہ کا عرش ہیں اور اللہ ہمیشہ آدم کے دل میں رہتا ہے کیا جناب وضاحت فرمائیں گے کہ یہ حدیث کون سی کتاب میں ہے؟

وضاحت : پنجابی کا مندرجہ ذیل شعر بھی اکثر جناب کے ارشادات کی زینت بنا رہتا ہے:

ایہ دل رب سچے دا حجرہ ایتھے پا فقیرا جھاتی ہو

(یعنی دل رب کی رہائش گاہ ہے، اے انسان! اس طرف توجہ کر)

اس کے برعکس قرآن کریم کے مطالعہ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ﴾

''وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں بنایا اور پھر عرش (جو کہ سات آسمانوں سے بھی اوپر ہے) جلوہ فرما ہوا۔'' (سورہ الحدید، آیت نمبر4)

اسی طرح کی آیات قرآن کریم میں اور بھی کئی جگہ آئی ہیں (1) جس سے یہ صاف واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر جلوہ فرما ہے مگر اس کا ''علم اور قدرت'' ہر جگہ ہر وقت موجود ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان کہ ''ہم تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔'' (2) کے معنی یہی ہیں کہ وہ اپنی صفات کے ساتھ قریب ہے نہ کہ اپنی ذات پاک کے ساتھ نیز درج ذیل شعر جسے آپ اکثر اپنی مجالس میں بیان فرماتے رہتے ہیں

1– سورہ اعراف:54، سورہ حدید:4، سورہ طہ:5، سورہ فرقان:59 2– سورہ ق:16

جناب کے فکر کی تائید بھی کرتا ہے:

بٹھا کے عرش پر رکھا ہے تو نے اسے واعظ
خدا وہ کیا ہے جو بندوں سے احتراز کرے

اس کے علاوہ جناب دل کو خانہ کعبہ سے افضل قرار دیتے ہیں اور اس کے حق میں یہ شعر سناتے ہیں:

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

(ترجمہ: یعنی کسی کا دل خوش کرنا حج اکبر کے برابر ہے اور ہزار ہا کعبوں سے ایک دل کی اہمیت زیادہ ہے)

درج ذیل شعر بھی اکثر جناب کی زبان پر رہتا ہے:

کعبہ گزرگاہ خلیل آزر است
دل گزرگاہ جلیل اکبر است

(یعنی دل خانہ کعبہ سے اس لئے بھی افضل ہے کہ کعبہ آزر کے بیٹے خلیل (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کی گزرگاہ تھی جبکہ دل اللہ تعالیٰ کی گزرگاہ ہے)

نیز مندرجہ ذیل پنجابی شعر سنا کر آپ اپنے اس عقیدہ کی مزید وضاحت فرماتے ہیں:

مسجد ڈھادے مندر ڈھادے ڈھادے جو کجھ ڈھیندا اے
اک بندیاں دا دل نہ ڈھاویں رب دلاں وچ رہندا اے

(ترجمہ: کسی کا دل توڑنا مسجد کو شہید کر دینے سے بھی بڑا جرم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ دلوں میں قیام پذیر ہے)

ان تمام اشعار سے آپ ثابت یہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے دل میں رہائش پذیر ہے جبکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے بار بار ﴿ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی

الْعَرْشِ ﴾ پھر وہ عرش پر جلوہ فرما ہوا، کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں (1)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ﴾ (بلکہ اللہ نے اسے اپنے پاس اٹھالیا) (سورہ نساء، آیت نمبر 158) اگر اللہ تعالیٰ عرش معلیٰ پر جلوہ فرما نہیں تو پھر "اپنی طرف اٹھانے" کا کیا مطلب ہے؟ قرآن مجید کے لئے اللہ تعالیٰ نے بار بار نازل کرنے کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں (2)۔ مثلاً ﴿اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِىْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ "بے شک ہم نے اسے لیلۃ القدر میں نازل کیا ہے۔" (سورہ قدر، آیت نمبر 1) نازل کا لفظ اپنے اندر یہ مفہوم رکھتا ہے کہ اسے اتارنے والا کہیں بلندی پر جلوہ فرما ہے اور وہاں سے اس نے یہ کتاب نیچے نازل فرمائی ہے۔ مسلم شریف کی ایک حدیث میں آتا ہے کہ جب رات کا ایک تہائی حصہ گزر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور کہتا ہے کیا ہے کوئی بخشش طلب کرنے والا؟ کیا ہے کوئی توبہ کرنے والا؟ کیا ہے کوئی سوال کرنے والا؟ حتیٰ کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔"

(3) پس کتاب وسنت سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش عظیم پر جلوہ فرما ہیں اب یہ آنجناب ہی بتا سکتے ہیں کہ جناب اللہ تعالیٰ کو مومن کے دل میں مقید کرنے پر بضد کیوں ہیں؟

سوال نمبر 23 کیا اللہ کی پکڑ سے بے خوف ہو جانا ایمان ہے؟

وضاحت : جناب اپنے مریدین کو ہمیشہ امید (اللہ کا عشق اور شوق) کی اس قدر ترغیب دیتے ہیں کہ خدا کے خوف کا تصور تک باقی نہیں رہتا اور بعض اوقات آپ کی یہ تعلیم انسان کو حد سے زیادہ بے باک بنا دیتی ہے اور ایک مرحلہ ایسا آتا ہے کہ انسان، اللہ تعالیٰ کی عائد کردہ حدود کی بھی پروا نہیں کرتا جبکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث

1- سورہ اعراف : 54، سورہ حدید: 4، سورہ طہٰ: 5، سورہ فرقان: 59
2- سورہ بقرہ : 99، سورہ مائدہ: 48، سورہ طہٰ : 2، سورہ انبیاء : 10، سورہ عنکبوت: 47
3- صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی الدعا و الذکر ......

مبارک ہے کہ ''ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے۔''(1) سوال یہ ہے کہ کیا جناب کا یہ فکر اور تعلیم حدیث رسول کے منافی نہیں ہے۔

سوال نمبر 24 مرید کی مالی حالت کا جائزہ لئے بغیر زر کثیر کا مطالبہ کرنا کیا مرشد کے لئے درست ہے؟

وضاحت: جب میں ابھی نیا نیا سعودی عرب آیا تھا تو جناب نے مجھ سے جلد ہی خاصی بڑی رقم کا مطالبہ کر دیا۔ بندہ نے معذرت کی اور کچھ مہلت طلب کی اور عرض کیا کہ ابھی تک تو ناچیز (گھر کے ضروری قسم کے) سامان کا انتظام بھی نہیں کر سکا۔ جس پر جناب نے ناراضی کا اظہار فرمایا اور کہا کہ تم اپنا گھر بناؤ؟ یعنی جناب کا یہ خیال تھا کہ میں اپنی ضروری گھریلو ضروریات پوری کرنے سے بھی پہلے آپ کی حسب منشاء جناب کی خدمت کروں۔ بندہ جناب کی اس توقع پر پورا نہ اتر سکا اسی لئے جناب بندہ سے ناراض ہو گئے۔ جناب نے بذریعہ خط مجھ سے شکوہ کیا کہ میں نے جناب کو ابھی تک اپنی تنخواہ سے آگاہ کیوں نہیں کیا؟ اور جناب نے لکھا کہ تمہاری تنخواہ چالیس ہزار روپے کے لگ بھگ ہو گی جبکہ اس وقت ابھی میری تنخواہ چودہ ہزار آٹھ سو روپے تھی۔ کیا دولت کو اس قدر اہمیت دینا قرآن و حدیث کی تعلیمات کے منافی نہیں ہے؟ حدیث پاک میں ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قسم کھا کر تین بار کہا ''یا رسول اللہ ﷺ! مجھے آپ سے بڑی محبت ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا ''اگر تو اپنے دعوے میں سچا ہے تو پھر فقر و فاقہ کے لئے تیار ہو جا کیونکہ جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے فقر و فاقہ اس کی طرف اس تیزی سے بڑھتا ہے جیسے پانی ڈھلوان کی طرف۔''(2) یعنی رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس نیاز مند صحابی سے نہ صرف یہ کہ کوئی

1- صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب الرجاء مع الخوف

2- جامع الترمذی، ابواب الزهد، باب ما جاء فی فضل الفقر

مطالبہ نہیں کیا بلکہ الٹا اس کو بھی فقر و فاقہ اختیار کرنے کی رغبت دلائی۔ مزید برآں جناب کے ارشادات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ''انسان کو صرف اللہ کی ذات پر توکل رکھنا چاہئے'' مگر جب دولت کا معاملہ آتا ہے تو جناب اپنے ہی اس ارشاد کو پس پشت ڈال دیتے ہیں کیا جناب کا دولت سے اس قدر دلچسپی رکھنا رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ کے خلاف تو نہیں؟

سوال نمبر 25 کیا اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مثالیں دے کر انہیں سو فیصد مرشد اور مریدوں پر منطبق کرنا جائز ہے؟

وضاحت : انفاق فی سبیل اللہ کے حوالہ سے آنجناب اکثر یہ فرماتے رہتے ہیں کہ آج بھی وہی (رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم والا) ماحول ہے اور آج بھی جو شخص صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسی قربانی دے گا (یعنی گھر کا سارا سامان رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کر دینا) اسے وہی انعام و اکرام ملے گا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ملا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے رسول اکرم ﷺ نے اپنے زمانے کو سب آنے والے زمانوں سے افضل قرار دیا ہے کیا جناب اپنے زمانے کو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کی طرح کہہ کر رسول برحق ﷺ کے ارشاد پاک کی مخالفت نہیں کر رہے ہیں؟ نیز کیا یہ اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کا ہم پلہ ثابت کرنے کی جسارت نہیں ہے؟ ناچیز کی رائے میں تو جناب کے احادیث سے متصادم یہ خیالات اور عقائد صرف دین اسلام کے بارہ میں معمولی علم رکھنے کی وجہ سے ہیں جس کا جناب بعض اوقات خود بھی اعتراف کر جاتے ہیں خاکسار کی رائے میں اس کا حل یہ ہے کہ جناب کو اپنا حلقہ مریدین مزید وسیع کرنے سے پہلے قرآن و حدیث کی باضابطہ طور پر کسی مستند اور فرقہ بندی سے آزاد دینی مدرسہ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنی چاہئے تاکہ اس طرح جناب کم از کم اپنے اور پھر اپنے

مریدوں کے بنیادی عقائد تو درست کر سکیں۔

سوال نمبر 26 کیا حرام کی کمائی کے نذرانے وصول کرنا جائز ہے؟

وضاحت : جناب کے نزدیک پیر کے لئے مرید کی جائز، ناجائز ہر طریقے سے کمائی ہوئی آمدنی حلال اور پاک ہے۔ جس کے حق میں جناب یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ جو چیز بھی نمک کی کان میں ڈال دی جاتی ہے وہ نمک ہی بن جاتی ہے۔ حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ "اللہ تعالیٰ حرام کی کمائی کا صدقہ بھی قبول نہیں فرماتا۔" (1) پس مال حرام کو جائز کرنے کے بارے میں جناب یہ خود ساختہ فلسفہ حدود اللہ کو توڑنے اور لوگوں کو حدود اللہ توڑنے کی دعوت دینے کی جسارت نہیں تو اور کیا ہے؟

سوال نمبر 27 کیا لوگوں کے (حلال یا حرام) نذرانوں پر زندگی بسر کرنا سنت رسول ﷺ سے ثابت ہے؟

وضاحت : جناب کے تمام مرید اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ آج کل سوائے نذرانوں کے جناب کا کوئی اور ذریعہ معاش نہیں۔ احادیث سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ کے دین کی اشاعت بھی فرماتے اور اپنا رزق بھی خود اپنے ہاتھوں سے کماتے تھے حضرت ادریس علیہ السلام درزی کا کام کیا کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کپڑا بیچ کر اپنا پیٹ پالتے تھے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام جوتے بنا کر بیچا کرتے تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے بھی تجارت کو ذریعہ معاش بنایا۔ سوال یہ ہے کہ جناب کا زندگی بسر کرنے کے لئے فقط مریدوں کے نذرانوں پر انحصار کرنا اور بعض اوقات خاص خاص مریدوں سے خود رقوم طلب کرنا شریعت کے اعتبار سے کہاں تک جائز اور

1- صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب قبول الصدقۃ من کسب الطیب و تربیتھا

درست ہے؟ مثلاً حال ہی میں جناب نے اپنے ایک خلیفہ صاحب سے اپنی کار کا ماڈل تبدیل کرنے کی خاطر پچاس ہزار روپے کی بھاری رقم کا مطالبہ کیا ہے اور اتنی بڑی رقم آپ کی خدمت میں پیش نہ کر سکنے پر جناب نے اس بیچارے کی ساری خدمات اور تمام تر وفاداریوں کو یکسر نظر انداز کر کے اپنی نظروں سے گرا دیا ہے۔ کیا جناب کے پاس بیچارے مریدوں کے خلوص کو ناپنے کے لئے دولت کے سوا کوئی اور پیمانہ نہیں ہے؟ نیز مریدوں کی کل آمدنی کا کم از کم دس فیصد پیر خانہ کی خدمت کے لئے وقف کروانا شرعی لحاظ سے کہاں تک جائز ہے؟ خود کوئی کام نہ کرنے اور مریدوں کے نذرانوں پر زندگی بسر کرنے کی قرآن وحدیث کی روشنی میں کتنی گنجائش ہے؟

سوال نمبر 28 کیا اسلام میں معیار کتاب وسنت ہے یا مرشد کی ذات؟

وضاحت : جناب کی تعلیم کے مطابق مرید کے لئے ہر معاملہ میں معیار اور سٹینڈرڈ فقط اس کے مرشد کی ذات ہونی چاہیے مرشد خوش ہو تو اللہ تعالیٰ خوش ہوگا۔ اسی طرح مرشد کی ناراضی، اللہ تعالیٰ کی ناراضی تصور کی جاتی ہے۔ قرآن وحدیث کی رو سے یہ مقام صرف اور صرف اللہ کے نبی ﷺ کو حاصل ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ ''جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا۔'' (1) مرشد کے بارے میں یہ تعلیم جناب کا خود ساختہ فلسفہ ہے یا کتاب وسنت سے اس کا ثبوت ملتا ہے؟ شاید اس کا جناب یہ جواب دیں کہ جو فنافی الرسول ہو جاتا ہے یہ مقام فقط اسی کا حصہ ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا صحابہ کرام ؓ سے زیادہ بڑا عاشق اور فنافی الرسول کے مرتبہ پر کوئی اور فائز ہو سکتا ہے؟ اگر نہیں تو کیا ان کی زندگیوں یا اقوال میں ہمیں ایسی تعلیم ملتی ہے جس کی رو سے ان کی خوشی اللہ تعالیٰ کی خوشی اور ان کی ناراضی اللہ تعالیٰ کی ناراضی تصور کی گئی ہو؟

1۔ بیہقی فی شعب الایمان

سوال نمبر 29 کیا رسول کی ذات افضل ہے یا مرشد کی؟

وضاحت : جناب اپنے مریدوں کو بتاتے ہیں کہ خواب میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی زیارت پیر کی شکل میں ہونا افضل ہے جس کا مطلب معاذ اللہ یہ ہے کہ پیر کی ذات رسول اللہ ﷺ سے افضل ہے کیا جناب کا یہ نظریہ رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں کھلی گستاخی نہیں ہے؟ قرآن وحدیث کی تعلیم کے مطابق ساری کائنات میں رسول اللہ ﷺ اللہ کے محبوب ترین بندے ہیں اس کے بارے میں جناب کی کیا رائے ہے؟

سوال نمبر 30 جناب نے اپنے حلقہ مریدین، جن میں میرے سارے کے سارے حقیقی بھائی بھی شامل ہیں ان کو مجھ سے اور بعض دوسرے مریدوں سے قطع تعلق کرنے کا حکم دیا ہے، کیا مسلمان بھائیوں میں اس خوف سے قطع تعلقی کروانا کہ حلقہ مریدین کم نہ ہو جائے خودغرضی اور خلاف توکل نہیں ہے؟

سوال نمبر 31 شریعت کی روشنی میں طریقت کے عقائد کی وضاحت کے بارے میں کسی بھی طرح کا سوال کرنے کو معیوب سمجھنے کا کیا جواز ہے؟

وضاحت : جبکہ اسلام حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی اور خلیفہ وقت سے ایک عام مسلمان کو بھری محفل میں ان کے ذاتی لباس کے بارے میں بھی سوال (کہ ان کا پہنا ہوا کرتا مال غنیمت کی فقط ایک چادر سے بن گیا؟) کرنے کی اجازت دیتا ہے اور انہوں نے اسی وقت چہرے پر شکن لائے بغیر اس سوال کا جواب (کہ میرے بیٹے نے اپنے حصہ کی چادر مجھے دے دی تھی) دے کر لوگوں کو مطمئن کر دیا۔

سوال نمبر 32 بندہ عبادت کے لئے ہے یا عبادت بندے کے لئے؟

وضاحت : جناب اپنے مریدوں کو تعلیم دیتے ہیں کہ بندہ عبادت کے لئے نہیں بلکہ عبادت بندے کے لئے بنائی گئی ہے نیز یہ کہ بندہ عبادت کا نہیں بلکہ عبادت بندے کی محتاج ہے۔ حالانکہ جب انسان ابھی پیدا بھی نہیں کیا گیا تھا تو عبادت کا وجود اس وقت بھی تھا اور فرشتے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ عبادت کی عظمت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾

''میں نے جنوں اور انسانوں کو فقط اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔''

(سورہ الذاریات، آیت نمبر 56)

جناب کا یہ فرمانا کہ انسان عبادت کا محتاج نہیں بلکہ عبادت کو انسان سے عظمت اور مقام حاصل ہوتا ہے کیا قرآنی تعلیمات کے برعکس نہیں ہے؟

سوال نمبر 33 کیا مختلف تقاریب اور جلسوں کے لئے مزین سٹیج تیار کرنے اور پیروں کے استقبال پر زر کثیر خرچ کرنے کا قرآن و حدیث کی روشنی میں کوئی جواز ہے؟

وضاحت : جبکہ ہمارے معاشرے میں لاکھوں نہیں بلکہ ایسے کروڑوں افراد موجود ہیں جو بیچارے نان شبینہ سے بھی محروم ہیں۔ کیا ذاتی نمود و نمائش اور شہرت بازی پر (جو کہ سراسر خلاف سنت ہے) خرچ کی جانے والی کثیر رقم محتاجوں، مسکینوں، یتیموں اور بیواؤں کا حق نہیں ہے؟ جبکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ

﴿اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾

''وہ بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔'' (سورہ انعام، آیت نمبر 141)

اور ایک جگہ تو یہاں تک فرما دیا

﴿اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ﴾

''بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔'' (سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 27)

جب وہ شیطان کے بھائی ہوں گے تو آپ خود اندازہ لگالیں کہ وہ رحمٰن (اللہ تعالیٰ) کے کیا لگیں گے؟

سوال نمبر 34 کیا جہنم عاشق سے پناہ مانگتی ہے؟

وضاحت: جناب کی تعلیم کے مطابق جہنم عاشق سے پناہ مانگتی ہے اور کہتی ہے ''یا اللہ! عاشق کو مجھ سے دور رکھ ورنہ میری آگ ٹھنڈی ہو جائے گی۔'' ناچیز کے خیال میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بڑا عاشق (رسول اللہ ﷺ کے بعد) شاید ہی کوئی ہوگا۔ نمرود کی بھڑکائی ہوئی بے پناہ دنیاوی آگ انہیں ضرور جلا ڈالتی اگر اللہ تعالیٰ اسے یہ حکم نہ دیتے کہ

﴿يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ﴾

''اے آگ، ابراہیم (علیہ السلام) کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جا۔'' (سورہ انبیاء، آیت 69)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ دنیاوی آگ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر اور اللہ تعالیٰ کے سچے عاشق کا لحاظ نہیں کرتی تو آج کے پیر کا عشق کیا اللہ کے جلیل القدر پیغمبر سے بھی بلند مرتبہ ہے کہ جہنم اس سے پناہ مانگے گی؟ نیز جناب کا یہ فکر کیا لوگوں کو اللہ کے عذاب اور پکڑ سے بے خوف نہیں کر رہا؟ اور یوں جناب اللہ تعالیٰ کے قانون جزا و سزا کی کھلم کھلا مخالفت نہیں کر رہے ہیں؟ کیا جناب اپنی اس تعلیم کی وضاحت قرآن وحدیث کی روشنی میں فرمائیں گے؟

سوال نمبر 35 کیا مرشد کا خود جنت میں جانے اور مریدوں کو ساتھ لے جانے کا دعویٰ کرنا درست ہے؟

وضاحت : جناب اپنے مریدوں کو یہ تعلیم دیتے ہیں کہ جو ڈبے ریل گاڑی کے انجن سے بندھے ہوتے ہیں وہ منزل مقصود تک ضرور پہنچتے ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ بلند مقام کون حاصل کرتا ہے جس سے جناب اپنے مریدوں کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ وہ ضرور نجات پائیں گے اور اپنے مرشد کے ہمراہ جنت میں ضرور جائیں گے۔ ایک حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ ''اللہ کی رحمت کے بغیر فقط اعمال کی بنیاد پر میرے سمیت کوئی شخص بھی جنت میں جا سکتا ہے اور نہ جہنم سے بچ سکتا ہے۔'' (1) خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، جنہیں رسول اللہ ﷺ نے دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری دے دی تھی۔ روز محشر کے حساب کتاب سے اس قدر خوفزدہ رہتے تھے کہ اکثر فرماتے اگر آسمان سے آواز آئے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق میں سے صرف ایک آدمی کو سزا دینے کا فیصلہ کیا ہے تو میں یہ سمجھوں گا کہ وہ آدمی میں ہوں۔ اسی طرح فرماتے ہیں کہ اگر آسمان سے یہ آواز آئے کہ اللہ تعالیٰ نے (انبیاء کے علاوہ) ساری مخلوق میں سے صرف ایک آدمی کو معاف کرنے کا فیصلہ کیا ہے تو میں یہ سمجھوں گا کہ وہ آدمی میں ہوں۔ (2) معلوم ہوا کہ کوئی بھی آدمی خواہ وہ عشرہ مبشرہ میں سے ایک جلیل القدر صحابی ہی کیوں نہ ہو اس بات کا دعویٰ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ وہ ضرور نجات پائے گا اور اسے جنت میں جگہ مل جائے گی۔ اسی طرح حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ''کاش میں ایک درخت ہوتا جسے کاٹ لیا جاتا (3) (تاکہ روز محشر مجھ سے حساب

1- صحیح مسلم ، کتاب صفة القیامة والجنة والنار ، باب لن یدخل الجنة بعمله بل ......

2- ابو نعیم فی الحلیه ، باب اللهم سلم ، رقم صفحه 20

3- ابن ماجه ، کتاب الزهد، باب الحزن والبکاء

کتاب نہ ہوتا۔) سوال یہ ہے کہ جب صحابہ کرام ﷺ جیسی عظیم ہستیاں روز محشر کے حساب سے لرزہ براندام ہیں اور کسی نے کبھی آخرت کی کامیابی کا دعویٰ نہیں کیا تو جناب اتنی دیدہ دلیری سے اپنے مریدوں کو آخرت میں بخشوانے اور انہیں جنت میں لے جانے کا دعویٰ کس بنیاد پر فرماتے ہیں؟ کیا یہ ان کو ان کے انجام آخرت اور روز محشر کے حساب و کتاب سے غافل کرنے کی جسارت اور بے عملی کی طرف راغب کرنا نہیں؟

سوال نمبر 36 کیا مرشد اپنے مرید کی ہر چیز کا مالک ہے؟

وضاحت : جناب کا فرمان ہے کہ مرشد اپنے مرید کی جان و مال اور ہر چیز استعمال کرنے کا مکمل طور پر اختیار رکھتا ہے اور مرید کی دولت کو جہاں چاہے صرف کر سکتا ہے اور جس مرید کا عقیدہ یہ نہ ہو وہ صحیح مرید نہیں ہے۔ اس حقیقت سے کون واقف نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے آپ کو صحابہ کرام ﷺ کے جان و مال کا مالک و مختار کبھی قرار نہیں دیا۔ ہاں! آپ ﷺ انہیں انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب ضرور دیا کرتے تھے پھر جو اپنی مرضی سے جتنا چاہتا خدا کی راہ میں خرچ کرتا اور دراصل ہونا بھی ایسے ہی چاہئے تھا کیونکہ ایمانی جذبہ اور جانثاری کا اندازہ صرف اسی طرح ہی لگایا جا سکتا ہے۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے اپنے لئے مال و زر کی ریل پیل کی بجائے فقر و فاقہ والی زندگی پسند فرمائی اور اپنے ساتھیوں کو بھی فقر و فاقہ اپنانے کی تلقین کی جیسا کہ ایک حدیث میں آپ نے فرمایا "میرے رب نے مکہ کے سنگریزوں کو میرے لئے سونا بنانے کی پیش کش فرمائی۔ میں نے عرض کیا یا اللہ میں چاہتا ہوں کہ ایک دن پیٹ بھر کر کھانا کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں جس روز بھوکا رہوں اس روز عاجزی اور صبر کروں اور جس روز پیٹ بھر کر کھاؤں اس روز تیری تعریف اور شکر کروں۔" (1) مگر جناب اسوہ حسنہ کے خلاف کبھی اپنے مریدوں کو ان کی کل آمدنی کا کم از کم دس فیصد اپنے پاس جمع کروانے

1- جامع ترمذی، کتاب الزھد، باب ما جاء فی الکفاف و الصبر علیہ

کی پابندی لگاتے ہیں اور کبھی ان کے مال و دولت کے کلی مالک و مختار بننا چاہتے ہیں۔
کیا جناب کا یہ قول و فعل رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ کی کھلی خلاف ورزی نہیں ہے؟

سوال نمبر 37 جناب کے درج ذیل ارشادات کی وضاحت مطلوب ہے:

وضاحت : جناب اپنے عقائد اور فلسفہ وحدۃ الوجود کے حق میں مندرجہ ذیل حوالے پیش کرتے ہیں:

1. ''جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔'' جناب اسے حدیثِ رسول ﷺ کہہ کر لوگوں کو سناتے ہیں اگر یہ حدیث ہے تو کیا جناب وضاحت فرمائیں گے کہ یہ حدیث کون سی کتاب میں ہے؟
2. ''میں ایک مخفی خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں پس میں نے انسان کو دیا۔''
3. ''تو میرا بھید ہے اور میں تیرا بھید ہوں۔''

نکتہ نمبر 2 اور 3 کو اللہ تعالیٰ کا کلام بتا کر اکثر اپنے ارشادات میں بطور حوالہ استعمال فرماتے ہیں کیا جناب اس راز سے پردہ اٹھائیں گے کہ اللہ کے یہ فرمان قرآن کریم کا حصہ ہیں یا حدیث قدسی کا نیز یہ قرآن مجید میں کس جگہ یا حدیث کی کون سی کتب میں درج ہیں؟

جناب اپنے ارشادات کے دوران اکثر فرماتے ہیں کہ ایک بار چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ''میرے رب کا چہرہ قیامت کے دن چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکے گا لہٰذا تم اپنے ارادہ سے باز رہو۔'' مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم ادھار نہیں نقد چاہتے ہیں اور ہم ابھی ابھی اپنے رب کا دیدار کر کے ہی جائیں گے۔ جب آپ ﷺ کے ہر طرح سے سمجھانے کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہ مانے

تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اگر تم اپنے رب کو ہر صورت میں ابھی ابھی دیکھنا چاہتے ہو تو مجھے دیکھ لو۔'' (نعوذ باللہ) رسول اکرم ﷺ کی شان اقدس اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں اتنی بڑی گستاخی، دیدہ دلیری اور جسارت شائد ہی کوئی مسلمان کرنے کی جرأت کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے تو ایک صحابی کی فقط اتنی سی بات (جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں) کو گوارہ نہ کیا اور انہیں فوراً تنبیہہ کر دی کہ ''کیا تم مجھے اللہ کا شریک سمجھتے ہو، یہ کہو کہ جو اللہ تنہا چاہے۔''(1) جب نبی کریم ﷺ خود اللہ سے اتنی خفیف سی برابری برداشت نہیں فرماتے تو کھلم کھلا یہ شرک کیسے کر سکتے ہیں نیز آپ ﷺ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بار بار منع فرمانا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ظاہر دیکھنے کا تقاضا نہ کریں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بچوں کی طرح اپنی ضد پر اڑے رہنا کیا یہ ممکن ہے؟

شرک کے بارے میں اس سے بڑی دیدہ دلیری اور کیا ہو سکتی ہے جو پنجابی کے درج ذیل شعر سے ظاہر ہے اور یہ شعر جناب کی محفلوں میں اکثر پڑھا جاتا ہے۔

جھلے لوک جہاں دے بھلے پھردے سب
سامنے دیکھ کے پیر نوں فیر وی پچھدے رب

(ترجمہ: یعنی سب لوگ بیوقوف اور بھولے ہوئے ہیں کہ مرشد کو سامنے موجود دیکھ کر خدا دیکھنے کا تقاضا کرتے ہیں۔)

کیا اپنے آپ کو خدا ثابت کرنے کا اس سے زیادہ براہ راست انداز کوئی اور ہو سکتا ہے؟ اگر جناب کا عقیدہ وحدۃ الوجود درست ہے تو پھر لمحہ بھر کے لئے تصور کیجئے کہ جب رسول اکرم ﷺ طائف تشریف لے گئے اور وہاں کے لوگوں نے آپ ﷺ کو پتھر اور لاٹھیاں ماریں کیا وہ لاٹھیاں (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کو ماری گئی ہیں؟ نیز جنگ احد میں جو رسول اللہ ﷺ کا دانت مبارک شہید ہوا تھا کیا وہ (نعوذ باللہ) اللہ کا......؟ آپ ﷺ نے

1- مسند احمد، کتاب و من مسند بنی هاشم، باب بداية، مسند عبدالله بن العباس

اپنے بیٹے کے وصال پر جو آنسو بہائے کیا وہ آنسو (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ نے ......؟'' جب آپ ﷺ نے فانی دنیا سے رحلت فرمائی اور ملک الموت نے آپ ﷺ کی روح مبارک قبض کی تو (نعوذ باللہ) کیا وہ......؟ اللہ کے لئے اپنی اس تعلیم سے باز رہئے اور پیر کو پیر، رسول اللہ ﷺ کو اللہ کا رسول اور اللہ کو اللہ ہی رہنے دیجئے اور دین کو لوگوں کے سامنے یوں پیش کیجئے جیسے خود رسول اللہ ﷺ نے پیش فرمایا اور بعد ازاں آپ ﷺ کی اطاعت میں صحابہ کرام ؓ نے پیش کیا۔ میری جناب سے دست بستہ گزارش ہے کہ جو باتیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے نہیں فرمائیں وہ باتیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف منسوب کرنے پر توبہ استغفار کیجئے۔ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے

﴿مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ﴾(1)

''جس نے مجھ سے وہ بات منسوب کی جو میں نے نہ کہی ہو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔''

ایک حدیث، جو بخاری شریف کی ہے اور وحدۃ الوجود کے حق میں بڑی کثرت سے بیان کی جاتی ہے۔ اس کا یہاں تذکرہ بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ اس حدیث قدسی میں ارشاد ہے کہ ''جو بندہ اللہ کے فرائض کو تندہی سے ادا کرنے کے علاوہ نفلی عبادت کثرت سے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس آدمی کو اپنا دوست بنا لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ بن جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے اسی طرح اللہ اس کی آنکھیں، کان اور پاؤں بن جاتا ہے جب وہ اللہ سے کچھ مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دیتا ہے اور جب وہ اللہ سے پناہ مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی پناہ میں لے لیتا ہے۔''(2) بخاری شریف کی اس حدیث

1- جامع ترمذی، ابواب السنة، باب التغليظ في تعمد الكذب على رسول الله ﷺ

2- صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع

کے بارے میں پہلی عرض یہ ہے کہ جب یہ حدیث بیان کی جاتی ہے تو اس کا فقط پہلا حصہ ہی سنایا جاتا ہے اور اس کا دوسرا حصہ جس سے وحدۃ الوجود کا سارا بھرم کھل جاتا ہے ۔لوگوں کے سامنے پیش نہیں کیا جاتا۔اس حدیث پاک کے پہلے حصے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ نعوذ باللہ بندہ اللہ بن جاتا ہے کیونکہ دوسرے حصے میں اس کی نفی موجود ہے کہ اس حالت میں بھی بندہ محتاج اور اللہ دینے والا ہوتا ہے۔ بندہ مدد طلب کرنے والا اور اللہ اس کی مدد کرنے والا ہوتا ہے۔ پہلے حصے کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اس مقام پر پہنچ کر بندہ کے ہاتھ، پاؤں، آنکھیں، کان، غرض تمام اعضاء جسمانی اللہ کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے اور اس بندہ کے تمام افعال اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تابع ہوجاتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ کیا رسول اکرم ﷺ نے یہ حدیث صرف وحدۃ الوجود (جو کہ سراسر شرک ہے) کے پرچار کے لئے ارشاد فرمائی اور کیا رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث کی تشریح وہی کی جو کہ جناب پیش کرتے ہیں؟

اپنے فلسفہ وحدۃ الوجود کے حق میں آپ قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات بھی پیش کرتے ہیں:

❶ ﴿وَ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُوْحِيْ﴾

''اور میں نے اس میں اپنی روح پھونکی۔'' (سورہ ص: 72)

❷ ﴿اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾

''تم جدھر بھی رخ کرو ادھر ہی اللہ کا چہرہ پاؤ گے۔'' (یعنی ہر جگہ اللہ موجود ہے۔) (سورہ بقرہ: 115)

❸ ﴿وَ هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ﴾

تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔'' (سورہ حدید: 4)

❹ ﴿وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ﴾

''اور ہم تمہاری شہ رگ سے بھی قریب ہیں۔'' (سورہ ق:16)

❺ ﴿وَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى﴾

''اور خاک کی مٹھی آپ نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی۔'' (سورہ انفال:17)

❻ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ﴾

''بے شک جو لوگ تجھ سے بیعت کر رہے ہیں گویا خدا سے بیعت کر رہے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے اوپر ہے۔'' (سورہ فتح:10)

سوال یہ ہے کہ کیا مفسرین کرامؒ اور سلف صالحینؒ نے ان آیات کی وہی تفسیر پیش کی جو آج جناب کر رہے ہیں؟

میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر کسی بھی فرقہ کا کوئی بھی مستند عالم ان آیات طیبہ کا وہی ترجمہ اور تفسیر کرے جو جناب کرتے ہیں تو میں ہر طرح کا جرمانہ ادا کرنے کے لئے تیار ہوں بلکہ اگر آپ اس میں کامیاب ہو گئے تو آپ کی خواہش کے مطابق آپ کو کار کا ماڈل بدلنے کے لئے بندہ اپنی جیب سے =/50000 روپے ادا کرے گا یا اگر جناب بالکل نئی ٹویوٹا Corolla کار خریدنا پسند فرمائیں تو بھی مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا، لہٰذا میں جناب سے استدعا کرتا ہوں کہ دین کی شکل بگاڑ کر اپنی اور لوگوں کی تباہی کا سامان پیدا نہ کریں۔ ہمارا دین بہت سیدھا اور سادہ ہے اور فطری تقاضوں کے عین مطابق ہے اسے معمہ بنا کر یا فلسفیانہ رنگ دے کر لوگوں کو گمراہ نہ کریں اگر اس خط کی طوالت آڑے نہ آتی تو بندہ جناب کے لئے ان آیات کا شانِ نزول (نازل ہونے کا موقع اور مناسبت) اور تفسیر ضرور لکھتا۔ قارئین حضرات کسی بھی مستند عالم سے اپنی تسلی قلب کی

خاطر ان آیات کا شانِ نزول اور تفسیر پوچھ کر خود بخود صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نورِ ہدایت سے نوازے اور ہمیں دین کی سمجھ عطا فرمائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴾

''جسے ہم نے (حکمت) دین کی سمجھ دے دی اسے بہت زیادہ بھلائی دے دی۔'' (سورہ البقرہ:289)

آخری گذارش

آخر میں بندہ عرض گزار ہے کہ اس لحاظ سے یہ ساری باتیں میرا اور جناب کا ذاتی معاملہ ہیں کہ یہ دو افراد (پیر اور مرید) سے متعلق ہیں، لیکن اس لحاظ سے اجتماعی معاملہ بھی ہے کہ ان باتوں کا تعلق ہمارے دین سے ہے اور ''دین اپنے بھائیوں سے بھلائی اور خیر خواہی کا نام ہے۔'' (1)

میں اپنے تمام پیر بھائیوں نیز عوام الناس کو، جو دنیاوی اعلیٰ تعلیم (ایم ایس سی، ایم اے، بی ایس سی، بی اے، پی ایچ ڈی، ڈاکٹری، یا انجینئرنگ وغیرہ) سے تو مزین ہیں لیکن کسی وجہ سے قرآن اور حدیث کی تعلیم سے محروم رہ گئے ہیں سب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ غور و فکر سے کام لیں اور ان سوالات نیز ان کے جوابات کے بارے میں سوچیں اور سمجھیں کیونکہ ہم میں سے ہر ایک روزِ محشر جوابدہ ہوگا کہ ہم نے دین کو کہاں تک سمجھا اور اس پر کس حد تک عمل کیا؟

1- صحیح مسلم ، کتاب الایمان ، باب بیان ان الدین نصیحة

زندگی میں اس سے زیادہ خسارے والی بات اور کیا ہوسکتی ہے کہ آدمی ساری زندگی ایک کام کو نیکی اور ثواب سمجھ کر کرتا رہے لیکن جب اس کا نتیجہ سامنے آئے تو انعام کی بجائے سزا کا مستحق ٹھہرے۔

میرے پیارے بھائیو
اور
دیگر دینی بہنائیو!

دین کا معاملہ اس قدر معمولی اور غیر اہم نہیں ہے کہ اسے یونہی دوسرے لوگوں کی سوچوں، فلسفوں، تصورات اور من مانی تاویلات پر چھوڑ دیا جائے کہ جو بھی ہمارا کان پکڑ کر جس راستے پر چلانا چاہے ہم چلنے لگ جائیں۔ ہمارا دین شعر وشاعری، فلسفہ اور قصے کہانیوں کا نام نہیں بلکہ قرآن وحدیث کے ذریعے ہم تک پہنچنے والی اس روشنی کا نام ہے جو حق وباطل نیز کھرے اور کھوٹے میں تمیز اور پرکھ کرنے میں ہماری مدد کرتی ہے۔
ذرا غور کیجئے اس عارضی زندگی کے لئے جس کے ایک پل کا بھروسہ نہیں ہم کتنی محنت، مشقت، جانفشانی اور تگ ودو کرتے ہیں، لیکن اپنی مستقل اور ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی زندگی سے ہم اس قدر غافل ہیں کہ ہمارے بنیادی عقائد اور خیالات تک حقیقی اسلام سے مطابقت نہیں رکھتے۔

لِلّٰہ! سوچئے اور غور وفکر کیجئے۔

اپنی روز مرہ کی مصروفیات میں سے کچھ وقت نکال کر خود قرآن وحدیث کا مطالعہ کیجئے پھر دیکھئے کہ ہم آج تک شعوری یا لاشعوری طور پر جو راستہ اختیار کئے ہوئے ہیں وہ ہمیں روز محشر کس انجام سے دوچار

کرنے والا راستہ ہے؟

آپ یقین کیجئے کہ!

بندہ کی یہ دعوت خدانخواستہ کسی بری نیت یا ارادے سے ہرگز نہیں بلکہ فقط رضائے الٰہی، اپنے دینی بھائیوں کی خیر خواہی، جذبہ ہمدردی اور ادائیگی فرض کی خاطر ہے۔
میری دلی خواہش اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری صحیح راہنمائی فرما کر ہمیں اپنے صحیح انعام یافتہ لوگوں کے نقش قدم پر چلائے نیز ہمیں اپنے اور اپنے رسول کریم ﷺ کے احکامات کے آگے بلا چون و چراں سر تسلیم خم کرنے اور ان پر خالص نیت سے عمل پیرا ہونے کی توفیق سے نوازے اور ہمیں اپنے دین کی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!

ان شاء اللہ میری دعائیں اور نیک تمنائیں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہیں گی۔

تمام حاضرین محفل کے لئے خصوصی دعائیں اور نیک خواہشات

والسلام

آپ کا مخلص اور خیر اندیش مرید

ریاض احمد

ریاض احمد

تفہیم السنۃ
کے مطبوعہ حصے

- توحید کے مسائل (اردو، انگریزی، سندھی، بنگالی)
- اتباع سنت کے مسائل (اردو، انگریزی، سندھی، بنگالی)
- طہارت کے مسائل (اردو، انگریزی، سندھی، تلگو)
- نماز کے مسائل (اردو، انگریزی، سندھی)
- جنازے کے مسائل (اردو، سندھی، تلگو)
- درود شریف کے مسائل (اردو، سندھی)
- دعا کے مسائل (اردو، سندھی)
- زکاۃ کے مسائل (اردو، انگریزی، سندھی)
- روزوں کے مسائل (اردو، انگریزی، سندھی)
- حج اور عمرہ کے مسائل (اردو، سندھی)
- جہاد کے مسائل (اردو)
- نکاح کے مسائل (اردو)
- طلاق کے مسائل (اردو)
- اتباع سنت کے مسائل (انگریزی)
- زکاۃ کے مسائل (انگریزی)
- مختصر کتاب الحج والعمرہ (اردو)

Hadith Publications
2- Sheesh Mahal Road Lahore 7232808